www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید　　قسط نمبر۲　　از قلم : غازی عزیر

عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ

شیعہ حضرات کے دعاوی اور اُن کے جوابات :

شیعہ حضرات کا ایک دعویٰ ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنے نفس سے قرار دے کر انھیں تمام صحابہؓ پر فضیلت و برتری بخشی ہے۔"

ان زعمات کے جواب میں شارح ترمذیؒ علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ فرماتے ہیں :

میں کہتا ہوں کہ اُن کا یہ زعم انتہائی باطل ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول (اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ) کے معنی ہرگز یہ نہیں ہیں کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو حقیقتاً اپنے نفس سے بنا دیا تھا۔ بلکہ آپؐ نے ایسا معنوی اعتبار سے فرمایا تھا۔[1]

پس شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت علیؓ کو افضل الصحابہ ثابت کرنے کی یہ دلیل قطعی بے وزن ثابت ہوئی۔ اب جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کو کسی اور صحابی کی شان میں نہ فرمانے کا شیعی دعویٰ کا تعلق ہے تو یہ دعویٰ بھی باطل ہے، جیسا کہ علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ فرماتے ہیں :

"جہاں تک ان کے اس دعویٰ کا تعلق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول حضرت علیؓ کے علاوہ کسی اور صحابی کے لئے نہیں فرمایا تو یہ دعویٰ بھی باطل ہے۔ کیونکہ آپؐ نے یہی الفاظ حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کی شان میں بھی فرمائے تھے۔ چنانچہ ابی برزۃؓ کی اس حدیث میں مروی ہے :

"اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ مَغْزًی لَهٗ فَاَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ اَحَدٍ قَالُوْا نَعَمْ

[1] تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج۴ ص۳۲۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلانًا وفلانًا وفلانًا .... الحدیث۔ وفیہ قال لکنی أفقد جلیبیبًا فاطلبوہ فطلب فی القتلی فوجدوہ إلی جنب سبعۃ قد قتلہم ثم قتلوہ فأتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوقف علیہ فقال قتل سبعۃ ثم قتلوہ ھذا منی وأنا منہ۔ (رواہ مسلم)۔

اسی طرح آپؐ نے یہ قول اشعریین کی شان میں بھی فرمایا تھا جیسا کہ ابوموسیٰؓ کی حدیث میں مروی ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إن الأشعریین إذا أرملوا فی الغزو أو قل طعام عیالھم بالمدینۃ جمعوا ما کان عندھم فی ثوب واحد ثم اقتسموہ بینھم فی إناء واحد بالسویۃ فھم منی وأنا منھم (رواہ مسلم أیضًا)۔

اور آپؐ کا یہ قول بنی ناجیہ کی شان میں بھی منقول ہے جیسا کہ سعدؓ کی مندرجہ ذیل حدیث میں مروی ہے:

أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبنی ناجیۃ أنا منھم وھم منی۔ (رواہ أحمد فی مسندہ)۔

اسی طرح بعض اور احادیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی الفاظ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں بھی فرمائے تھے۔

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو بطریق حسن بن عرفہ نا اسمٰعیل بن عیاش عن عبداللہ بن عثمان عن سعید بن راشد عن یعلی بن مرۃ اس طرح روایت کیا ہے:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: حسین منی وأنا من حسین أحب اللہ من أحب حسینا حسین سبط من الأسباط۔"

امام بخاریؒ، ابن ماجہؒ، ابن حبانؒ، حاکمؒ اور احمد بن حنبلؒ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔

---

۱ ایضاً ۲ ایضاً ج ۲ ص ۲۸۳ حدیث ۲۶۶۷ ۳ التاریخ الکبیر للبخاری ج ۴ ق ۱ ص ۴۱۵ ۴ الادب المفرد للبخاری حدیث ۳۶۴ ۵ سنن ابن ماجہ حدیث ۱۴۴ ۶ ابن حبان حدیث ۲۲۴۰ ۷ حاکم ج ۳ ص ۱۷۷ ۸ مسند احمد ج ۴ ص ۱۷۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ شیبانی، علامہ سخاوی اور علامہ عجلونی رحمہم اللہ وغیرہ نے بھی اپنی تصانیف میں اس حدیث کا ذکر فرمایا ہے۔[1] امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث حسن ہے۔"[2] حاکم فرماتے ہیں کہ "صحیح الاسناد ہے۔"[3] لیکن علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: "چونکہ اس میں سعید بن راشد موجود ہے۔ لہٰذا یہ محل نظر ہے۔"[4]

سعید بن راشد کو علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے "مقبول"[5] لکھا ہے۔ لیکن وہ مقبول اسی وقت قرار پائے گا جب کہ اس کی متابعت پائی جاتی ہو۔ اسی لئے ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ "اس میں ضعف ہے۔"[6] علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ "امام ترمذیؒ نے فضائل حسنینؓ میں اس کی تحسین فرمائی ہے۔"[7] امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ "سعید بن راشد ضعیف ہے۔"[8] ابو حاتمؒ نے بھی سعید کو ضعیف الحدیث قرار دیا ہے اور ایک مرتبہ متروک الحدیث بھی کہا ہے۔[9] لیکن ابن حبانؒ نے سعید بن راشد کا ذکر اپنی ثقات میں کیا ہے۔[10] علامہ محمد ناصر الدین الالبانیؒ بھی سعید بن راشد کو "ضعیف"[11] بتاتے ہیں اور ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ "علماء کا قول ہے کہ ابن ابی راشد سے ابن خثیم کے علاوہ کوئی دوسرا شخص روایت نہیں کرتا۔ ابن حبانؒ کے علاوہ اور کسی نے اس کی توثیق نہیں کی ہے۔[12]

اس روایت کا دوسرا راوی عبداللہ بن عثمان بن خثیم المکی "صدوق ثقہ اور امام مسلمؒ کے رجال میں سے ہے۔[13] امام عقیلیؒ فرماتے ہیں کہ یحییٰ اور عبدالرحمٰنؒ ابن خثیم سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے، کیونکہ اس کی حدیث میں لچک موجود ہوتی ہے۔[14] علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: "ابن معینؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اس کی احادیث قوی نہیں ہوتیں اور دوسرے مقام پر فرمایا کہ "وہ

[1] تمیز الطیب للشیبانی ص۸، المقاصد الحسنۃ للسخاوی ص۹۱، وکشف الخفاء للعجلونی ج۱ ص۱۳۸ [2] جامع الترمذی مع تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج۴ ص۳۴۳ [3] حاکم ج۳ ص۱۷۷ [4] سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج۳ ص۲۲۹-۲۳۰۔

[5] تقریب التہذیب لابن حجر ج۱ ص۲۹۵ [6] التلخیص الحبیر لابن حجر ج۳ ص۱۰ [7] میزان الاعتدال للذہبی ج۲ ص۱۳۵ [8] علل الحدیث ترجمہ ۳۴۶ [9] تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج۴ ص۳۴۱ [10] سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج۱ ص۳۵ وکذا فی ضعیف سنن ابی داؤد للألبانیؒ [11] سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج۳ ص۲۲۹ [12] تقریب التہذیب لابن حجر ج۱ ص۴۳۲ ومعرفۃ الثقات للعجلی ج۲ ص۵۲ وتحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج۲ ص۱۱ وتہذیب التہذیب لابن حجر ج۵ ص۳۱۴ [13] [14] الضعفاء الکبیر للعقیلی ج۲ ص۲۸۱، ۲۸۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثقہ اور حجت ہے"۔ اسی طرح ابوحاتم الرازی نے ایک مرتبہ کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، وہ صالح الحدیث ہے"۔ لیکن دوسرے مقام پر کہا کہ اس کے ساتھ احتجاج درست نہیں"۔ نسائی نے اس کی حدیث پر تعقب کیا ہے اور اسے لین الحدیث قرار دیا ہے[1]"۔ علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی فرماتے ہیں: "ابن خثیم صدوق اور رجال مسلم میں سے ہے لیکن اس کے حافظہ میں کچھ دخل (ضرور) ہے۔ اسی وجہ سے بعض ائمہ نے اس کی تضعیف کی ہے[2]"۔

امام ترمذی کے اس طریقِ اسناد میں عبداللہ بن عثمان بن خثیم کا تابع اسمٰعیل بن عیاش ہے جس کی طرف وہی احادیث درست ہوتی ہیں جنہیں وہ شامیین سے روایت کرتا ہے لیکن اس حدیث میں وہ جس سے روایت کرتا ہے وہ عبداللہ بن عثمان بن خثیم مکی الحجازی ہیں۔ چنانچہ اس کی یہ روایت قابلِ قبول نہیں ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ "اپنے اہلِ بلد یعنی شامیوں سے روایت کرنے میں صدوق ہے۔ لیکن ان کے علاوہ دوسروں سے روایت کرنے میں مخلط ہے[3]"۔

امام نسائی فرماتے ہیں کہ "ضعیف ہے[4]"۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں کہ "ابن مجاز سے اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے[5]"۔ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "اس کے ساتھ احتجاج میں اختلاف ہے[6]" اور "اس پر کلام کیا گیا ہے[7]" وغیرہ۔ امام عقیلی فرماتے ہیں: "وہ اگر اہلِ شام کے علاوہ کسی اور سے روایت کرے تو اس میں اضطراب وخطا ہوتی ہے[8]"۔ ابوحاتم فرماتے ہیں کہ "اسماعیل بن عیاش حفاظ میں سے تھا۔ لیکن جب عمر بڑھی تو اس کے حافظہ میں تغیر آ گیا تھا[9]"۔

علامہ خزرجی اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری فرماتے ہیں: "وہ شام کے ایک عالم تھے۔ امام احمد، ابن معین، دحیم، بخاری اور ابن عدی نے اہلِ شام سے روایت کرنے میں ان کی توثیق کی ہے۔ اور حجازیین سے روایت کرنے میں تضعیف کی ہے[10]"۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: "نسوی کا قول ہے کہ ایک قوم نے اسمٰعیل پر کلام کیا ہے لیکن اہلِ شام کی حدیث کے معاملہ میں ثقہ وعادل ہے۔ جن لوگوں نے اس پر کلام کیا ہے کہتے ہیں کہ حجاز کے ثقات کی طرف سے غرائب بیان کرتا ہے۔ یحییٰ نے ثقہ کہا ہے۔

---

[1] میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۴۵۹-۴۶۰ [2] سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۳ ص ۲۲۹ [3] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۷۳ [4] الضعفاء والمتروکون للنسائی ترجمہ ۴۲ [5] مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۱۰۱، ج ۴ ص ۳۸ [6] ج ۱ ص ۱۲۲، ج ۹ ص ۲۸۵ [7] ایضاً ج ۳ ص ۲۵-۶۰ [8] الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۹۰ [9] کتاب المجروحین لابن حبان ج ۱ ص ۱۲۴-۱۲۶ [10] تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۱۲۳ وتہذیب الکمال للخزرجی ج ۱ ص ۹۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن معینؒ کا قول ہے کہ اہلِ شام کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دحیمؒ کہتے ہیں کہ شامیین کے معاملہ میں غایت ہے لیکن مدنیین کے معاملہ میں خلط کرتا ہے۔"

امام بخاریؒ فرماتے ہیں "اگر اپنے اہلِ بلد سے روایت کرے تو صحیح ہے، اور جب دوسروں سے روایت کرے تو محلِ نظر ہے۔ ابوحاتمؒ نے اس میں لچک بیان کی ہے۔ نسائیؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ابنِ حبانؒ نے کثیر الخطاء ہونے کے باعث اسے حدِ احتجاج سے خارج بتایا ہے۔ ابوداؤدؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابنِ معین کو ثقہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ ابنِ خزیمہؒ کہتے ہیں کہ حجت نہیں ہے۔ امام ترمذیؒ نے اس کی صحت بیان کی ہے خصوصاً جب وہ اپنے اہلِ بلد کے علاوہ دوسروں سے روایت نہ کرتا ہو۔"[۱] علامہ محمد ناصر الدین الالبانیؒ فرماتے ہیں کہ "مختلف فیہ[۲] ہے" ایک جگہ لکھتے ہیں، کہ "حجت نہیں ہے"[۳] ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: "غیر شامیین سے روایت کرنے میں ضعیف[۴] ہے" ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "حجازیین سے روایت کرنے میں ضعیف ہے"[۵] وغیرہ۔

مزید تفصیل کے لئے تہذیب تاریخ دمشق لابنِ عساکرؒ[۶] تاریخ یحییٰ بن معینؒ[۷]۔ الجرح والتعدیل لابنِ ابی حاتمؒ[۸]، الکامل فی الضعفاء لابنِ عدیؒ[۹]۔ فہارس مجمع الزوائد للزغلول[۱۰] اور المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان[۱۱] وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ترمذیؒ کے علاوہ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو "الأدب المفرد"[۱۲] اور اپنی تاریخ میں عبداللہ بن صالح حدثنا معاویۃ بن صالح عن راشد بن سعد عن یعلی بن مرۃ کے طریق سے روایت کیا ہے اور اس طریق کو بیان کرنے کے بعد ابن خثیم والے طریق پر تعقب کرتے ہوئے لکھا ہے: "وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ"[۱۳]

امام بخاریؒ کے اس طریق میں راشد بن سعد المقرائی ثقہ اور کثیر الارسال ہے۔ علامہ ذہبیؒ بیان کرتے ہیں کہ ابنِ معینؒ، ابوحاتمؒ اور ابنِ سعدؒ نے اس کی توثیق کی ہے۔

---

[۱] میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ صفحہ ۲۴۲-۲۴۳ [۲] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی جلد ۱ صفحہ ۳۰ [۳] ایضاً ج ۱ صفحہ ۱۳۳ [۴] ایضاً ج ۱ صفحہ ۲۴۸-۲۸۵ [۵] ایضاً ج ۲ صفحہ ۱۰، ۱۱، ۲۶۱، ۲۶۱ وغیرہ [۶] تاریخ تہذیب دمشق لابنِ عساکر ج ۳ صفحہ ۱۵ [۷] تاریخ یحییٰ بن معین ج ۲ صفحہ ۳۰ [۸] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ صفحہ ۱۹۱ [۹] الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۱ صفحہ ۲۸۵ [۱۰] فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ صفحہ ۲۵۰-۲۵۱ [۱۱] المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان صفحہ ۸ [۱۲] الادب المفرد للبخاری حدیث ۳۶۴ [۱۳] التاریخ للبخاری ج ۴ صفحہ ۱۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار قطنیؒ کہتے ہیں کہ اس پر اعتبار کیا جاتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک بھی اس سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر ابن حزمؒ نے انتہائی شدت اختیار کرتے ہوئے اسے ضعیف لکھا ہے۔ لیکن ان کا یہ اکیلا قول اکثر محدثین کے نزدیک قابل لحاظ نہیں ہے۔ چنانچہ ابن عساکرؒ، امام ذہبیؒ، ابن حجر عسقلانیؒ، عجلیؒ، ہیثمیؒ، عبدالرحمن مبارکپوریؒ اور ناصر الدین الالبانی وغیرہ سب نے اس کی توثیق بیان کی ہے۔[1]

راشد بن سعد کے علاوہ اس کے باقی تمام رجال رجال الصحیح ہیں۔ راشد بن سعد کے تابع معاویہ بن صالح قاضی اندلس سے امام ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیریؒ (م ۲۶۱ھ) نے اپنی "صحیح" میں احتجاج کیا ہے۔ امام احمدؒ، ابو زرعہؒ، عجلیؒ[2]، نسائیؒ، ابن حبانؒ، بزارؒ اور ابن سعدؒ وغیرہ نے اس کی توثیق کی ہے۔[3] ابن عدیؒ اسے صدوق بتاتے ہیں۔ ابن حجر عسقلانیؒ بھی صدوق کہتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس کے وہم کی طرف بھی اشارہ فرماتے ہیں۔[4] ابن معینؒ نے اسے لین الحدیث کہا ہے۔ یحییٰ القطانؒ بھی اس سے راضی نہ تھے۔ ابو حاتمؒ اسے حجت نہ سمجھتے تھے امام عقیلیؒ نے بھی ان کا ذکر اپنی کتاب "الضعفاء الکبیر" میں کیا ہے۔ لیکن ابن معینؒ، یحییٰ القطانؒ اور ابو حاتمؒ وغیرہ کا معاویہ بن صالح پر کلام قطعی بے ضرر ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: معرفۃ الثقات للعجلیؒ[2]، تہذیب التہذیب[3] لابن حجرؒ، تقریب التہذیب[4] لابن حجرؒ، تاریخ علماء الاندلس لابن الفرضیؒ[5]، بغیۃ الملتمس للضبیؒ[6]، سیر اعلام النبلاء[7]، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ[8]، تحفۃ الاحوذی[9] للمبارکپوریؒ، اور میزان الاعتدال[10] للذہبیؒ وغیرہ۔

معاویہ بن صالح کا تابع عبداللہ بن صالح بن محمد بن مسلم الجہنی ابو صالح المصری کاتب اللیث ہے۔ اس پر کلام کیا گیا ہے۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں "ثقہ نہیں ہے"[11] علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں "اس سے مناکیر مروی ہیں۔ ابو حاتمؒ نے اسے صدوق وامین بتایا ہے۔ ابو زرعہؒ کہتے ہیں کہ میرے پاس

---

1. تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵ ص ۲۹۳، میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۳۵، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۳ ص ۱، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۳ ص ۲۲۲، معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۳۴۷، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۲۴۰، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۹ ص ۲۲، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۲ ص ۵۹ وفہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۲۸۸ 2. معرفۃ الثقات للعجلی ج ۲ ص ۲۸۲ 3. تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۱۰ ص ۲۱۰ 4. تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۲۵۹ 5. تاریخ علماء الاندلس لابن الفرضی ج ۲ ص ۱۳۰ 6. بغیۃ الملتمس للضبی ص ۴۵۵ 7. سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۱۵۸ 8. الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۱۸۳ 9. تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۵ 10. میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۳۵ 11. الضعفاء والمتروکون للنسائی ترجمہ ۳۳۴۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی کوئی شہادت نہیں ہے کہ جس سے ان کے کذب پر اعتماد کیا جاسکے، بلکہ وہ تو حسن الحدیث ہیں۔ احمد بن صالحؒ کا قول ہے کہ متہم ہے بلکہ کچھ بھی نہیں ہے۔

صالح جزرۃؒ فرماتے ہیں: "ابن معینؒ نے اس کی توثیق کی ہے لیکن میرے نزدیک وہ احادیث میں جھوٹ بولا کرتا تھا۔ ابن مدینیؒ کہتے ہیں کہ میں اس سے کچھ بھی روایت نہیں کرتا۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ فی نفسہٖ صدوق تھا۔ ابن عدیؒ کا قول ہے کہ میرے نزدیک مستقیم الحدیث ہے۔ اس سے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے" لیکن وہ مدلس ہے[۱]"۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں: "بہت زیادہ منکر ہے۔ اثبات کی طرف سے ایسی روایات بیان کرتا ہے جو ثقات کی حدیث کے مشابہ نہیں ہوتیں۔ اس کے پاس بہت سی مناکیر ہیں جنھیں وہ مشاہیر ائمہ کی طرف سے روایت کرتا ہے، اگرچہ وہ فی نفسہٖ صدوق ہے[۲]"۔

امام عقیلیؒ فرماتے ہیں: "ابو مرہ اس کی ذم کرتے اور اس سے کراہت کرتے تھے"۔ عبداللہ بن احمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: "پہلے ٹھیک تھا، بعد میں فساد کا شکار ہوا اور وہ کچھ بھی نہیں ہے[۳]"۔

علامہ ابن حجرؒ اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں: "صدوق لیکن کثیر الغلط ہے اور اس میں بہت غفلت پائی جاتی ہے[۴]"۔ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں: "ایک جماعت نے اس کی توثیق کی ہے اور دوسروں نے اس کی تضعیف کی ہے[۵]"۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں: "جمہور نے اس کی تضعیف کی ہے لیکن عبدالملک بن شعیبؒ نے ثقہ اور مامون کہا ہے[۶]"۔

علامہ محمد ناصر الدین الالبانی نے بھی بہت سے مقامات[۷] پر عبداللہ بن صالح کو ان کے حافظہ کی خرابی کے باعث ضعیف قرار دیا ہے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں: "چونکہ وہ امام بخاریؒ کے شیوخ میں سے ہیں۔ اس لئے عندالمتابعت حجت ہیں لیکن حافظہ کے لحاظ سے ضعیف ہیں"۔

علامہ بغویؒ فرماتے ہیں: "ابن صالح صدوق ہے لیکن اس کی احادیث میں مناکیر واقع ہیں۔

۱؎ میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۴۴۰-۴۴۵ ۲؎ کتاب المجروحین لابن حبان ج ۲ ص ۴۰-۴۳ ۳؎ الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۲ ص ۲۶۷
۴؎ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۲ ص ۱۵۰ و تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۴۲۳ ۵؎ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۱۴۲ و ج ۲ ص ۲۳۴
۶؎ ایضاً ج ۲ ص ۵۲ و ج ۳ ص ۱۵۳ و ج ۴ ص ۲۸۱ ۷؎ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۹۴، ۲۷۵، ۲۰۶، ۱۹۱ و ج ۲
وسلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۶، ۶۴، ۵۸۹، ج ۲ ص ۱۴۲-۱۹۹-۲۸۰، ۴۶۱-۴۷۰، ج ۴ ص ۱۰، ۳۰۵، ۳۲۲، ۳۶۵
و ص ۲۶۶، ۴۷۰۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ بوصیریؒ نے ایک مقام پر عبداللہ بن صالح کے ضعف کا ذکر کیا ہے[1]۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ التاریخ الکبیر للبخاریؒ[2]۔ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ[3]، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ[4]، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ[5]، ہدی الساری مقدمہ فتح الباری لابن حجرؒ[6]، المجروح فی الضعفاء والمتروکین للسیروان[7] اور فہارس مجمع الزوائد للزغلول[8] وغیرہ۔

عبداللہ بن صالح پر اوپر جو کلام نقل کیا گیا ہے وہ یہاں چنداں مضر نہیں ہے۔ اسی لئے علامہ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ اس کے ضعف کے قائل ہونے کے باوجود فرماتے ہیں کہ "اس کی اسناد جید ہے[9]"۔

ابن عساکرؒ نے بھی اس سلسلہ میں جعفر بن لاہز بن قریط قال سمعت ابی لاھز بن قریط عن ابیہ ابو معہ معدی بن رفاعہ عن ابی رمثہ سے ایک مرفوع روایت کی تخریج کی ہے[10]، لیکن اس کی اسناد میں ابو رمثہ کے علاوہ باقی تمام رواۃ مجہول ہیں۔ لہذا علامہ محمد ناصر الدین الالبانی فرماتے ہیں: "اس کی یہ اسناد مظلم ہے، اس کے رواۃ میں سے سوائے ابو رمثہ کے اور کسی کا ترجمہ مجھے نہیں مل سکا[11]"۔

الحمد للہ کہ زیر بحث حدیث اور اس سے متعلق دوسری تمام روایات پر تفصیلی گفتگو ہو چکی اور بدلائل ثابت ہو چکا کہ شیعہ حضرات کے تمام دعاوی قطعی بے بنیاد، لغو اور باطل ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

---

[1] الزوائد للبوصیری ج ۲ ق ۸۴ [2] التاریخ الکبیر للبخاری ج ۵ ص ۱۲۱ [3] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۵ ص ۸۶ [4] الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۴ ترجمہ ۱۵۲۲ [5] تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۵ ص ۲۵۶ [6] ہدی الساری مقدمہ فتح الباری لابن حجر ص ۴۱۳-۴۱۴ [7] المجروح فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۱۴۲ [8] فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۲۳۲ [9] سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۳ ص ۲۳ [10] تاریخ دمشق لابن عساکر ۲/۹/۱۸ [11] سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۳ ص ۲۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ